یا اللہ

یارسول صلی اللہ علیہ وسلم

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين

ماہنامہ

فیضِ عالم

بہاولپور۔پاکستان

بافیضانِ نظر:

قبلہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی نور اللہ مرقدہ

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اُویسی رضوی مدظلہ العالی

مدیر

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

مقام اشاعت: دار العلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ
(سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ

☆فیضِ عالم نومبر ۲۰۱۸ء

ربیع الاول ۱۴۴۰ھ ☆

(جلد نمبر ۲۹)(شمارہ نمبر ۶)

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اُویسی رضوی مدظلہ العالی

مدیر

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

نوٹ: اگر اس رسالہ میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

khwajaowaiseqarni@gmail.com admin@faizahmedowaisi.com

www.faizahmedowaisi.com

☆......☆......☆

نے بیان دیا کہ! میرے مکان کا پرنالہ شروع سے ہی مسجد نبوی کی طرف تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی یہیں تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری عدم موجودگی میں پرنالہ اکھڑوا دیا۔ مجھے انصاف فراہم کیا جائے کیونکہ میرا نقصان ہوا ہے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک آپ ساتھ انصاف ہوگا۔امیر المومنین! آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دیا" قاضی صاحب !اس پرنالے سے بعض اوقات چھینٹیں اڑ کر نمازیوں پر پڑتی تھیں۔نمازیوں کے آرام کی خاطر میں نے پرنالہ اکھڑوا دیا اور میرا خیال ہے یہ ناجائز نہیں ہے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔قاضی صاحب! اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چھڑی سے مجھے نشان لگا کر دیئے کہ میں اس نقشے پہ مکان بناؤں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پرنالہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس انداز سے یہاں نصب کروایا تھا کہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے کندھوں پر کھڑا ہو کر یہاں پرنالہ لگاؤں۔ میں نے آپ کے احترام کی وجہ سے انکار کیا لیکن آپ نے بہت اصرار کیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھوں پر کھڑا ہو گیا اور یہ پرنالہ یہاں لگایا جہاں سے امیر المومنین نے اکھڑوا دیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کی بات کی گواہی وہاں پر موجود انصار صحابہ کرام نے بھی دی کہ واقعی یہ پرنالہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کندھوں پر کھڑے ہو کر نصب کیا تھا۔ یہ بات سنتے امیر المؤمنین نگاہیں جھکا کر عاجزانہ انداز سے کھڑا تھے۔ یہ وہ حکمران تھے جن کے رعب اور خوف سے قیصر وکسری بھی ڈرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کے لیے میرا قصور معاف کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ پرنالہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں لگوایا ہے ورنہ میں کبھی بھی اسے نہ اکھڑواتا۔ جو لغزش مجھ سے ہوئی وہ لاعلمی میں ہوئی۔ آپ میرے کندھوں پہ چڑھ کر یہ پرنالہ وہاں لگا دیں جہاں میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نصب کرنے کے لیے آپ کو اپنے کندھے پر سوار کیا تھا۔۔۔۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دوسروں سے لگوا لوں گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مجال کہ وہ اللہ کے محبوب ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے پرنالے کو توڑ دے، مجھ سے یہ اتنا بڑا جرم سرزد ہوا، اس کی کم از کم سزا یہ ہے کہ میں رکوع میں کھڑا ہوتا ہوں اور تم میری کمر پہ کھڑے ہو کر یہ پرنالہ لگاؤ۔

سرفہرست　　　　　　صفحہ نمبر

۱) آسیہ ملعونہ کے عدالتی فیصلے کو موخر کرنا؟۔۔۔	۰۴
۲) آسٹریلیا کی عدالت نے توہین رسالت سزاء برقرار رکھی۔۔۔	۰۴
۳) پاکستانی عدالتی نظام کا دوغلہ پن۔۔۔	۰۵
۴) ابواء شریف سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں۔۔۔	۰۸
۵) اُف نجدیوں کا ظلم۔۔۔	۱۲
۶) جشن میلاد النبی کے حوالہ سے دو اہم سوال کے جواب۔۔	۱۳
۷) مسجد نبوی میں پرنالہ حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کے مکان کا۔۔۔	۲۰
۸) آثار و تبرکات سے پیار۔ترک سلاطین واہ واہ۔۔۔	۲۳
۹) رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہٗ لے گئیں۔۔۔	۲۴

☆......☆......☆

☆☆عالم اسلام کوجشن عید میلادالنبی
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشیاں مبارک ہوں☆☆

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ کی سہولت کے لیے

☆ ماہنامہ فیضِ عالم میں حضرت فیضِ ملت حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وارشائع ہورہے ہیں، آپ رسالہ کامکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔☆ علمی یاطباعتی اغلاط سے ادارہ کوضرورآگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پرجلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہوکرآپ کی لائبریری کی زینت رہے گااور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہرماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں۔(لیکن ڈاک چوروں اورڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)۔

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں۔ وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم اداکرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یاڈرفٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر6-464 پرارسال کریں۔☆ جس پتہ پرآپ کے نام رسالہ آرہاہے اگراس میں کوئی تبدیلی مقصود ہوتو جلدآگاہ فرمائیں۔☆ دینی ،دنیاوی، اصلاحی ،عقائد،شرعی ،روحانی ،سائنسی ودیگراہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اوراپنے حلقہ احباب کوبھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کومطالعہ کاعادی بنائیں۔مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پرملاحظہ کریں(www.faizahmedowaisi.com)۔

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہرصورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیےلفافہ ارسال کرنانہ بھولیں شرعی، فقہی ،سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔(مدیر)۔

☆......☆......☆

﴾بزمِ فیضانِ اویسیہ سرگودھا کے زیر اہتمام﴿

(مدرسہ فیضان گنبد خضریٰ۔مدرسہ سیدہ آمنہ (لبنات):

اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے اپنے پیارے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔بچوں اور بچیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کلاسوں کا انتظام محنتی اساتذہ و معلمات پڑھا رہے ہیں۔

مزید معلومات کے لیے محمد ندیم قادری اویسی۔گلی نمبر ا،محلّہ اسلام پورہ سرگودھا 00923006012098۔

☆......☆......☆

﴾آسیہ ملعونہ کے عدالتی فیصلے کو موخر کرنا ؟؟؟؟﴿

کرڑوں میں اہلِ ایمان کی تشویش پائی جاتی ہے۔

آسیہ ملعونہ کو ضلعی کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ نے مکمل سماعتوں کے بعد جرم ثابت ہونے پر پھانسی کی سزا دی، ملکِ پاکستان میں اگر قانون کی بالا دستی کو اگر اس طرح سرعام چیلنج کیا جاتا رہا تو پھر اہلِ اسلام کو معاملات اپنے ہاتھ میں لینا پڑیں گے، کیا لاہور ہائی کورٹ کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے؟ کیا پانچ سال چلنے والے اس کیس میں ابھی بھی کوئی قانونی پیچیدگی رہ گئی ہے؟۔

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قانون میں تبدیلی کا نعرہ لگانے والے سلمان تاثیر اور شہباز کا انجام پوری دنیا دیکھ چکی ہے، مسلمانوں کے جذبات کو اشتعال اور انتشار کی حد تک نہ لے جایا جائے، سپریم کورٹ وضاحت کرے کہ سزا یافتہ آسیہ ملعونہ کی سزا کیوں روکی گئی ہے؟ آسیہ ملعونہ کے عدالتی فیصلے کو موخر کر کے سزائے موت کو روکنا اعلیٰ عدلیہ کی ساکھ متنازع کرے گا۔ پہلے ملعونہ کے وکیل صفائی کے اکاؤنٹ اور تعلقات کی تفتیش کی جائے، عالمی استعمار ملعونہ کو بچا کر پاکستان میں ناموسِ رسالت کے قانون کو بدنام کرنا چاہ رہی ہے، مذہبی اسلامیان پاکستان کو ہوشیار ہونے کی ضرورت ہے، اکابرین کی جدوجہد پر ضرب لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(ایک نظر ادھر بھی)

آسٹریلیا کی عدالت نے توہینِ رسالت سزاء برقرار رکھی:

اسٹراس برگ۔یورپی عدالت برائے انسانی حقوق نے آسٹرین خاتون کے خلاف توہینِ رسالت کی سزا کو برقرار رکھنے کا حکم سنا دیا۔فرانس کے شہر اسٹراس برگ میں قائم یورپی عدالت برائے انسانی حقوق کے ۷ ججوں نے اس حوالے سے متفقہ فیصلہ دیا اور ریمارکس دیے کہ پیغمبرِ اسلام کی توہین آزادی اظہار کے زمرے میں نہیں آتی۔

خیال رہے کہ آسٹریا کی عدالت نے ۲۰۱۱ء میں ۴۷ سالہ خاتون کو توہینِ رسالت کے جرم میں سزا سنائی تھی۔ جس کے خلاف خاتون نے پہلے آسٹرین اپیل کورٹ اور پھر یورپی عدالت برائے انسانی حقوق میں اپیل کی تھی۔ تاہم اب یورپی عدالت نے بھی اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ آسٹریا کی عدالت کا فیصلہ درست تھا جو کہ مذہبی ہم آہنگی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ یورپی عدالت برائے انسانی حقوق کے جج نے ریمارکس دیے کہ پیغمبرِ اسلام کی توہین فساد کا باعث بن سکتی ہے۔ آسٹریا کی عدالت نے آزادیِ اظہار کے حق کو محتاط اور متوازن انداز میں پرکھا، آسٹرین عدالت نے آزادی اظہار کے ساتھ دوسروں کی مذہبی جذبات کے تحفظ کو بھی مدِ نظر رکھا۔ عدالت نے کہا کہ توہینِ رسالت آزادی اظہار کے زمرے میں نہیں آتی۔ اظہار رائے کی آزادی یہ نہیں کہ اس کی آڑ میں مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے۔ (نوائے وقت ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۸ء)۔

☆......☆......☆

﴿پاکستانی عدالتی نظام کا دوغلہ پن﴾

از: علامہ افتخار الحسن رضوی

مملکتِ خداداد پاکستان کے باسیوں کو جہاں دیگر مسائل کی وجہ سے کنفیوژن اور عدمِ اطمینان کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہیں ایک بڑی وجہ پاکستانی عدالتی قوانین میں موجود سقم، تطبیق و ربط کا فقدان اور تضادات کا انبار ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ پاکستان کا دستوری، دفتری اور ''کاغذی'' نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، پھر آئینِ پاکستان جو ۱۹۷۳ء میں ترتیب دیا گیا اس میں بھی یہ درج ہے کہ اس ملک کا نظام یا قانون احکامِ اسلامیہ کے تابع یا اس سے ماخوذ ہوگا (مفہوماً)۔ لیکن ستم ظریفی دیکھیں کہ اسی ملک کی عدالتوں میں جب شرعی یا مذہبی نوعیت کے مسائل پر بات ہو رہی ہو تو جج صاحبان اس مقدمہ میں قرآن وسنت سے دلائل سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے بلکہ آئینِ پاکستان اور عدالتی قوانین کے تحت بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال سلمان تاثیر کے قتل اور ملک ممتاز حسین قادری کی شہادت کا باعث بننے والی عیسائی خاتون آسیہ مسیح کا کیس ہے۔ سپریم کورٹ میں سماعت ہوئی تو مشکوک فکر کے حامل جج آصف کھوسہ نے کہا کہ ہمیں قرآن نہ سنائیں بلکہ قانون کے تحت بات کریں اور پھر اپنے دفاع یا مدعا کو بیان کرنے کے لیے جج صاحب نے قرآنی آیات ہی کا سہارا لیا۔

شہید ممتاز حسین قادری کے ٹرائل کے دوران جج نے کئی بار اعتراف کیا کہ ممتاز قادری کا عمل شرعی اعتبار سے درست ہے لیکن پاکستانی قوانین اسے قبول نہیں کرتے، یعنی شرعی اعتبار سے ممتاز قادری کا اچھا عمل پاکستانی قوانین کی وجہ سے اس کی موت یا پھانسی کا سبب بنا۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قانون شرعاً ایک درست عمل کے خلاف کیوں ہے؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی قوانین، نظامِ عدل اور پارلیمان سے لے کے یونین کونسل بلکہ گلی اور محلے

تک کا نظام دوغلا ہے اور تضادات سے بھرپور ہے۔ پاکستان حکومتی اداروں، افواج، پولیس، عدلیہ، سول سروسز، داخلیہ و خارجیہ سمیت ہر چھوٹے بڑے ادارے میں ''سرکاری و دفتری'' ٹکراؤ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر سول، یا سیشن کورٹ کسی مجرم کو سزا سنائے تو ہائیکورٹ اس کی ضمانت قبول کر لیتی ہے، اور اگر ہائیکورٹ کسی کو نااہل قرار دے تو سپریم کورٹ اسے چھوڑ دیتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی بلند شرح کے ساتھ تین سطحوں پر عدالتوں کا یہ تضاد ہماری نالائقی ثابت نہیں کرتا؟ کیا ججوں کا احتساب کبھی ہوگا؟ اگر سیشن کورٹ، ہائیکورٹ اور پھر سپریم کورٹ کے جج کے فیصلے آپس میں مطابقت نہیں رکھتے تو اس سے کیا ثابت ہو رہا ہے؟ ایسے نالائق ججز کی تعیناتی کیوں کی جاتی ہے؟ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ججز لوگوں کی زندگی کے ساتھ ایسا کھلواڑ کیوں کرتے ہیں؟ جس جج کی طرف سے دی گئی سزا کالعدم قرار دی جاتی ہے بعد میں اس کا احتساب کیوں نہیں کیا جاتا؟ وہ غلط سزا کیوں سناتا ہے؟ یہی لوگ جو ججز کے اس اختلاف کو جائز سمجھتے ہیں وہی اسلام بیزار لوگ فقہاء کرام کی شرعی آراء کے اختلاف پر اسلام کا تمسخر اڑاتے ہیں، جب یہ چند سو صفحات پر مشتمل قانون کی کتاب پر متفق نہیں تو اسلام ایک ''دینِ کامل'' ہے اور اس کی تشریح و توضیح پر ایک جائز اختلاف کی وجہ سے لوگ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟

جب تک پاکستان کے نظامِ عدل میں موجود اس طرح کی خرابیاں ختم نہیں کی جاتیں اس وقت تک پاکستانی عوام اس طرح سے ذلیل و رسوا ہوتے رہیں گے، متعدد ایسے مقدمات بھی عدالتوں میں موجود ہیں جنہیں نصف صدی سے زائد وقت گزر چکا لیکن دوہرے رویے، نظام میں عدمِ استحکام، قوانین میں موجود عملی خرابیاں پاکستانیوں کا بیڑا غرق کر رہی ہیں۔

حکومتِ وقت کے لیے ضروری ہے کہ دستور، آئین اور قوانین کا از سرِ نو جائزہ لے اور اس قانون کو حقیقی معنوں میں اسلامی سزاؤں اور شرعی قوانین سے ہم آہنگ کرے۔ ہمارا قانون آج بھی وہی ہے جو ایک سو سال قبل برطانوی سفید چمڑی والوں نے بنایا تھا۔ ہم فکری، قانونی اور ثقافتی طور پر آج بھی عیسائیوں اور ہندوؤں ہی کے محتاج اور ان کے زیرِ اثر ہیں۔

کیا آسیہ مسیح ملعونہ بے گناہ ہے؟ سوشل میڈیا پر بہت سے رائٹرز نے اس مفروضے کی بنیاد پر تحاریر لکھیں کہ آسیہ مسیح تو مظلوم تھی اور سلمان تاثیر کی اسکو آزاد کرانے کی کوشش اک نیک عمل تھا۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ آن دی ریکارڈ باتوں اور عدالتوں سے سزا یافتہ مجرموں کے متعلق بھی کس طرح جھوٹ بول کر اپنے دنیا و آخرت میں اپنا منہ کالا کرتے ہیں اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آسیہ کے کیس کی حقیقت کیا ہے؟ معروف صحافی حامد میر کے کالم سے اقتباس پیش ہے۔

☆ آسیہ بی بی کا تعلق ننکانہ صاحب کے نواحی علاقے اٹانوالی سے ہے۔ پانچ بچوں کی ۴۵ سالہ ماں آسیہ کو مقامی سیشن عدالت سے توہینِ رسالت کے الزام میں موت کی سزا سنائی جا چکی ہے۔ آسیہ پر الزام ہے کہ اس نے گزشتہ سال کئی افراد کی موجودگی

میں توہینِ رسالت کی جس کے بعد اسے پولیس کے حوالے کیا گیا۔ پولیس نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ اس مقدمے کی تفتیش ایس پی انویسٹی گیشن شیخوپورہ محمد امین شاہ بخاری نے کی اور ان کا کہنا ہے کہ دوران تفتیش آسیہ بی بی نے مسیحی برادری کے اہم افراد کی موجودگی میں اعتراف جرم کیا اور کہا کہ اس سے غلطی ہوگئی ہے۔

لہٰذا اسے معاف کر دیا جائے۔ آسیہ کا کہنا تھا کہ گذشتہ سال کچھ مسلمان خواتین نے اس کے سامنے کہا کہ قربانی کا گوشت مسیحیوں کیلئے حرام ہوتا ہے جس پر غصے میں آکر اس نے کچھ گستاخانہ کلمات کہہ ڈالے جس پر وہ معافی مانگتی ہے۔ آسیہ نے اپنے خلاف مقدمے کے مدعی قاری سالم سے بھی معافی مانگی لیکن اس کا موقف یہ تھا کہ توہینِ رسالت کے ملزم کو معافی نہیں مل سکتی۔

ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نوید اقبال نے گواہوں کے بیانات اور واقعاتی شہادتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو آسیہ کیلئے سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا کا اعلان کیا۔

(حامد میر کالم آسیہ بی بی اور قانون توہین رسالت، ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء، روزنامہ جنگ)

اس کیس کا فیصلہ انصاف کی بنیاد پر ہونا چاہیے نہ کہ غیر ملکی دباؤ پر، آسیہ (ملعونہ) ایک نہیں بلکہ دو عدالتوں سے مجرم ثابت ہو چکی ہیں۔

﴿آپ نے چیک کیا؟؟؟﴾

کہ پاکستانی بکاؤ میڈیا غازی ملک ممتاز حسین قادری کو قاتل کہہ کر واویلا کرتا تھا اور گستاخی کی مرتکب عاصیہ ملعونہ کو بی بی کہہ کر شور مچا رہا ہے شاید اس لیے کہ ان کے یورپی یونین، امریکہ، برطانیہ اور پوپ راضی ہو جائیں۔ سوچیں بار بار سوچیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا میڈیا اس قوم کو کیا سکھانا چاہتا ہے۔

☆......☆......☆

﴿☆☆بہاولپور میں جلسہ وجلوس جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ☆☆﴾: بہاولپور اہلسنت کی جملہ تنظیمات کے زیرِ اہتمام ہر سال کی طرح جلسہ و جلوس جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مذہبی عقیدت واحترام سے منایا جائے گا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ۱۲ ربیع الاول شریف کو جامعہ اویسیہ رضویہ جامع مسجد سیرانی کے عقب میں محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور میں صبح ۷ بجے جلسہ ہوگا۔

بعد ازاں عظیم الشان جلوس بسلسلہ جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیرانی مسجد سے روانہ ہو کر گری گنج بازار، چوک

بازار، شاہی بازار، فرید گیٹ، بی وی ایچ ہسپتال سرکلر روڈ سے ہوتا ہوا میلاد چوک بہاولپور میں اختتام پذیر ہوگا۔

بعدازاں مرکزی عیدگاہ بہاولپور میں عظیم الشان میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس ہوگی جس میں علماء کرام تحفظِ ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے موضوع پر خطابات فرمائیں گے۔

لنگر نبوی شریف کی سبیلوں کا وسیع اہتمام ہوگا: آپ اس مقدس روحانی، نورانی پروگرام میں مدنی قافلہ کی صورت میں ضرور شریک ہو کر خوش ہوں اور خوشیاں بانٹیں نیز دو جہاں کی برکات حاصل کریں۔ ۱۲ و ۱۳ ربیع الاول شریف کی شب اپنے مکان، دکان، دفتر، ادارے، مساجد اور درسگاہوں پر ضروری چراغاں کا انتظام کریں۔

(میلاد مصطفیٰ کمیٹی، بہاولپور)

☆......☆......☆

ابواء شریف، اُم سید المرسلین خاتم النبین سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں

۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ/۱۴ اکتوبر شب اتوار کو ہم ابواء شریف حاضر ہوئے فقیر کے ہم سفر الحاج محمد احمد قادری کاروان اسلامی انٹرنیشنل کراچی، محمد سلمان رضا قادری اویسی، محمد خرم بٹ، جبکہ حضور سیدی محدث اعظم پاکستان کے شہر فیصل آباد شریف کے دو صاحبان ہیں عزیزم محمد احمد بہاولپور نے گاڑی ڈرائیو کی ہم رات کو تقریباً ۱۱:۳۰ بجے مدینہ منورہ سے عازم سفر ہوئے۔

ابواء شریف کا تعارف: سفر کی داستان عرض کرنے سے قبل ابواء کا تعارف ضروری ہے تاکہ قارئین کرام کو اس علاقہ کے محل وقوع کا پتہ چلے۔

ابواء تاریخ اسلام کے مطابق وہ مقام جہاں حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ بی بی آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا ایک بلند پہاڑی پر ان کا مزار شریف ہے اس کا موجودہ نام وَادِی الْخُرَيْبَة ہے۔

محل وقوع: ابواء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ قدیم شاہراہ جو مکہ مکرمہ سے بدر شریف سے ہوتی ہوئی مدینہ طیبہ جاتی ہے اس پر مستورہ کے نام سے ایک قریہ (گاؤں) آتا ہے یہاں سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے دائیں طرف چند میل کے فاصلہ پر ابواء کی بستی ہے۔

ابواء وڈان کے قریب مکہ اور مدینہ کے راستے پر مدینہ کے جنوب غرب میں ۱۷۰ کلومیٹر اور مکہ سے شمال غرب ۲۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اَبْواء نام کا ایک بہت بڑا دیہات ہے۔

ویب سائٹ: مدینہ منورہ سے انٹرنٹ پر ہم نے ابواء شریف سرچ کیا تو ڈبل نئی روڈ سے ۲۴۹ کلومیٹر بتایا جا رہا ہے۔

مزار سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ابواء سے باہر ایک اونچی پہاڑی ہے۔ اردگرد جھاڑیاں اور کیکر کے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ اس پہاڑی پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انوار ہے۔ مزار کیا ہے کالے پتھر توڑ کر ایک جگہ بے ھنگم ساڈھیر لگا دیا گیا ہے اس کے اردگرد چار دیواری ہے وہ بھی کالے پتھروں کو جوڑ کر بنادی گئی ہے۔

ابواء کے معنی: لفظ ابواء کے متعلق بعض اہلِ لغت نے معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ سیلابوں کے آنے کی جگہ یا مختلف لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ کو ابوا کہتے ہیں۔ (یاقوت حموی، معجم البلدان، ج ۱)

ابواء شریف عہدرسالت میں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری حیات میں ابواء کے مقام پر ایک غزوہ بھی ہوا اس غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے یعنی پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد کے ارادہ سے ماہِ صفر ۲ھ میں ساٹھ مہاجرین کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ طیبہ سے تشریف لائے۔ اور مقام ابواء تک کفار کا پیچھا کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ مگر کفارِ مکہ فرار کر چکے تھے اس لیے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ یہ ہجرت کے بارہویں مہینے ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساٹھ مہاجرین کا دستہ لے کر مدینہ منورہ سے تشریف لائے لشکر کا سفید جھنڈا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہٗ کے پاس تھا۔ مدینہ منورہ میں آپ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہٗ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ آپ ابواء تشریف لے گئے جہاں آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر اطہر ہے وہاں سے آپ ودان تشریف لے گئے ان دونوں جگہوں کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اس علاقے میں ایک قصبہ میں مزینہ قبیلہ رہتا تھا یہ مقام مدینہ منورہ سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہ مدینہ کے زیرِ اثر قبائل کی آخری سرحد ہے اس قبیلے کے لوگ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے اطراف میں قبیلہ بنی کنانہ کی شاخ بنی ضمرہ آباد تھی۔ آپ نے چند دن وہاں قیام فرمایا اور یہاں چند دن ٹھہر کر قبیلہ بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو ضمری سے امداد باہمی کا ایک تحریری معاہدہ کیا۔

معاہدہ یہ تھا یہ تحریر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے بنو ضمرہ کے لیے ہے ان لوگوں کا (بنو ضمرہ کا) مال و جان محفوظ رہے گا اور اگر کوئی ان پر حملہ کرے گا ان کی مدد کی جائے گی لیکن اگر یہ اپنے مذہب کے لیے لڑائی کریں گے تو ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو مدد کے لیے بلائیں تو یہ مدد کو آئیں گے یہ معاہدہ کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پندرہ روز مدینہ طیبہ سے باہر قیام کرنے کے بعد بغیر جنگ وجدل کے مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ (زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۳۹۳)۔

حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہٗ کی ولادت: بعض حضرات نے اہلِ بیت کرام کے عظیم امام حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ کے صاحبزادے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہٗ کی ولادت ابواء میں لکھی ہے۔ تاریخ ولادت ۷ رصفر المظفر ۱۲۸ھ، اتوار ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حمیدہ مصفاۃ ہے جو معزز، عالمہ اور

فاضلہ خاتون تھیں۔

ابواء کی موجودہ صورت حال: یہاں سے مکہ جانے کے دو راستے نکلتے ہیں ایک راستہ ودان، جحفہ، مکہ اور دوسرا راستہ جحفہ سے مکہ کو جاتا ہے۔ اب قدیم ابواء متروک اور خرابے کی صورت میں موجود ہے اور اسے خریبہ کہتے ہیں جو باغات اور کھیتوں پر مشتمل ہے۔ نیا آباد ہونے والا ابواء شمال میں واقع ہے۔ آخری دہائیوں میں اس دیہات کے اکثر لوگ بڑے شہروں میں ہجرت کر گئے ہیں۔ نئے امکانات کی بدولت اس علاقے میں دوبارہ بحال ہوگئی ہے۔ اب یہاں کی آبادی تقریبا ۷۰۰۰ (سات ہزار) نفوس پر مشتمل ہے۔ جن میں اکثر قبیلہ حرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز یہاں پرائمری، مڈل اور ہائی سکول پر مشتمل نو (9) سکولوں کے علاوہ مرکز بہداشت موجود ہیں۔ سال ۲۰۱۰ء میں اس علاقے کے لوگ پانی کی قلت کا شکار ہوگئے۔ لہذا شہر کے لوگوں نے پانی کے ٹینکروں کے ذریعے پانی کی فراہمی کی۔

(روزنامہ ریاض، تاریخ ۹ ستمبر ۲۰۱۰ء سائٹ انٹرنیٹ، روزنامہ الریاض)

منزل قریب آگئی: ہم مستورہ کے قریب محطہ (پٹرول پمپ) پر رکے، وضو کیا حاجی محمد احمد قادری نے مسجد میں نماز عشاء ادا کی، فقیر سمیت سارے ساتھیوں نے نوافل ادا کئے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے رات کو تقریباً ۲ بجے کے قریب ہم ابواء شریف آن پہنچے۔

میرے والدگرامی حضور فیضِ ملت نے حاضری دی: یومِ عیدالفطر ۱۴۱۱ھ کو میرے والد گرامی حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ اپنے احباب حاجی میاں محمود احمد بٹ (ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان) اور میاں حاجی عبدالغفور لاہو کے ہمراہ مقام ابواء حاضر ہوئے۔ اپنے سفرنامہ میں حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے بارے میں بتایا کہ اللہ کی قدرت چاروں اطراف سیاہ رنگ کے پتھر، پہاڑ اور پتھریلی زمین ہے، البتہ اتنی جگہ ہموار ہے جس میں ایک قبر بنائی جا سکے اور حضرت سیدہ بی بی آمنہ اس مقام پر دفن ہیں، انکی قبر کے اطراف پتھر رکھ کر قبر کو محفوظ کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ (ابوین مصطفیٰ مطبوعہ بہاولپور)۔

نجدی مطوعے: ہم گذشتہ چند برسوں سے یہی سن رہے تھے کہ قبر مبارک کا نہ صرف نشان مٹا دیا گیا بلکہ اس جانب جانیوالوں سے بھی سختی کی جاتی ہے۔ اسلامی آثار و تبرکات کے نشانات مٹانے والے وہابیوں نجدیوں کے ملازم وہاں کہیں گشت کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی گاڑی ادھر جاتے دیکھیں تو نہ جانے کہاں سے ٹپک پڑتے ہیں مگر رات کو وہ اپنے گھروں میں خراٹے لیتے ہیں اور عشاق اماں جان (بی بی سیدہ آمنہ) کے قدموں میں حاضر ہو کر سکون پاتے ہیں۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا: ہم ابواء کے مقام پر پہنچے تو ہم کبھی تصور نہیں کر سکتے تھے کہ سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے اس مقام تک پہنچ پائیں گے جس مقام پر موجود پہاڑوں، پتھروں، صحرا، زمین و فلک نے وہ رقت آنگیز منظر دیکھا جس کے تصور سے آج بھی بدن لرزا جاتا ہے۔

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اماں جان انتقال فرما رہی تھیں اور آپ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ وہاں موجود زمین وآسمان، پہاڑ، صحرا اور پتھر رو رہے تھے، خود آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ سال کی عمر سے تا رحلت اپنی والدہ ماجدہ کی جدائی میں مغموم رہے۔

ہم مین سڑک سے اترے اور بنجر بیابان ناہموار زمین سے ہوتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گئے جس کے آگے مٹی اور پتھروں سے ایک دیوار حائل تھی۔ انسانی ہاتھوں کی بنی یہ کچی دیوار اس مقام میں پوشیدہ کسی قیمتی خزانے کی ناکام نشاندہی کر رہی تھی۔ گاڑی کی لائٹیں بند کر دیں گاڑی سے نیچے اتر کر ہم نے اس دیوار کو بڑے احتیاط سے عبور کیا حافظ احمد بھائی اور خرم بٹ چونکہ اس پہاڑی سے بخوبی واقف ہیں جہاں اماں جان (سیدہ آمنہ) کا مزار شریف ہے۔ عشاق نے مزار شریف تک جانے کے لیے راستہ کی برائے نام نشاندہی کی ہوئی ہے۔ ہم سارے ساتھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے پہاڑی کی چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ ہم مجسمہ حیرت بنے کبھی اس مقام عالی کو دیکھتے اور کبھی اپنی حقیر اوقات پر نگاہ ڈالتے۔

مزار شریف کے پائنی جانب ذرہ فاصلے پر ہم خاموشی کے ساتھ بیٹھے گئے فقیر نے دھیمی آواز میں ختم شریف، درود تاج شریف پڑھا باقی احباب نے بھی کلمات حسنات، اوراد و وظائف پڑھ کر فقیر کے مِلک کیے۔ فقیر نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا کر اماں حضور (سیدہ بی بی آمنہ) کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کیا۔ وہاں مانگنے میں کیا لطف آیا، کیا سرور آیا وہ لفظوں میں بیان کرنا میری کیا مجال سب کی آنکھیں نم تھیں اتفاق دیکھیں۔

مولود کی گھڑی ہے ہم حاضر ہیں بی بی آمنہ کے در پر

ان کے پیارے بیٹے سرور کونین والی دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت تھا، منگتے جھولیاں بچھائے خیرات مانگ رہے تھے ایسا کرم ہوا دل مطمئن ہوا روح کو قرار آ گیا۔ دیر تک ہم سر نیاز جھکائے اماں جان کے قدموں میں پڑے رہے۔ اور فقیر عالم تصور میں کھو گیا یوں لگ رہا تھا کہ میرے رب نے چودہ صدیوں کے تمام پردے الٹ دیئے ہیں۔ فقیر اپنی حالت اس قدر غیر ہوگئی کہ کھڑے ہونے کی سکت نہیں رہی اور بے اختیار آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور چشم تصور میں اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے تمام مناظر میری آنکھوں کے سامنے آنے شروع ہو گئے۔ اور بے اختیار سوچنے لگا، اے ارض وسما کے مالک! جسے تو نے اپنا حبیب اور تمام جہانوں کیلئے رحمت العالمین بنایا، اسے اتنے بڑے دکھ اور صدمے میں مبتلا کر دیا کہ یہاں ان کی پیاری اماں جان انہیں جدائی کا غم دیکر عالم برزخ کو چلی گئیں۔ باپ دیکھا نہیں، کوئی بھائی

اور بہن نہیں جو اس صدمے میں سینے سے لگا کر تسلی اور حوصلہ دے اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان آنسوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے۔ اگر یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں رونما ہوتا تو چلو وہاں محبت کرنے والا دادا، خاندان کے دوسرے عزیز واقارب اس گھڑی میں غم بانٹنے کیلئے ارد گرد موجود ہوتے۔ بیاباں جنگل، پتھریلے پہاڑوں اور صحرا میں یہ غم دیکھنے کو ملا۔ دل سے ایک ہوک اٹھی، یا میرے رب! تو واقعی بے نیاز ہے۔

☆......☆......☆

اُف نجدیوں کا ظلم: بظاہر پیاری اماں جان سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کا نشان ختم کر دیا گیا مگر نادان لوگ نہیں جانتے کہ قبر کا نشان مٹا دینے سے قلب میں ثبت عقیدت ومحبت کے نشان نہیں مٹائے جا سکتے۔ شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کسی نشان، قبر یا کتبہ کی محتاج نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں اپنی پیاری والدہ ماجدہ کی قبر مبارک پر حاضری دے کر اس حاضری کو امت کیلئے سنت بنا دیا۔ البتہ بعد میں نجدیوں وہابیوں نے اس سنت کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جن ہستیوں کے نام ومقام زندہ ہیں، انکی قبروں کے نشان مٹانے سے نشان مٹ نہیں سکتے۔ صدیاں بیت گئیں لیکن آج بھی عقیدت مند مقام ابواء پہنچ جاتے ہیں۔

حاضری کے بعد ہم نیچے اترے مٹی کی دیوار کے قریب پھر ہم اپنے دامن پھیلا کر اشکبار آنکھوں سے اماں جان سے خیرات طلب کی اور گاڑی میں بیٹھ کر عازم مدینہ منورہ ہوئے۔

بدر شریف: نمازِ فجر ہم نے بدر شریف میں تاریخی مسجد عریش میں ادا کی۔ شہداء بدر کی بارگاہ میں سلام پیش کیا حاجی محمد سعید احمد قادری یو کے ہمیں ایک پاکستانی ہوٹل لے آئے وہاں پر تکلف ناشتہ کرایا۔ ہوٹل کا عملہ بہت خوش اخلاق ملنسار تھا۔ ناشتہ کر کے ہم روانہ ہوئے بئیر روحاء (کنویں) پر آن رکے وہاں احباب نے پانی کی کینیں بھریں اور مدینہ منورہ صبح ۹ بجے پہنچ کر شکر خداوندی بجالائے۔

فقیر واپس پاکستان آیا تو سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے حالات جمع کیے جو فقیر کے سفرنامہ جلد نمبر ۵ میں ہیں۔

(مدینے بھکاری محمد فیاض احمد اویسی رضوی۔ مدینہ منورہ)

☆......☆......☆

دعائے صحت کی پرزور اپیل ہے: ☆ قبلہ مظہر غزالی زماں حضرت صاحبزادہ پروفیسر حضور مظہر سعید کاظمی سجادہ نشین درگاہ عالیہ کاظمیہ ملتان شریف وامیر جماعت اہلسنت پاکستان گذشتہ دنوں سے علیل ہیں۔

☆ شارح ترمذی شریف حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ارشد القادری مہتمم جامعہ اسلامیہ رضویہ رچنا ٹاؤن لاہور گردے کی تکلیف

میں مبتلا ہیں۔☆ حضرت حاجی محمد حنیف طیب سابق وفاقی وزیر وسرپرست المصطفیٰ ویلفیئر (کراچی) گذشتہ دنوں سے بیمار ہیں۔☆ یادگار اسلاف حضرت صوفی باصفاء پیرطریقت پروفیسر قبلہ منشاد علی صاحب (بہاولپور) علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ آقا کریم رؤف ورحیم علیہ السلام کے صدقے میں صحت یابی عطافرمائے اور ان قائدین کا سایہ دیر تک صحت کے ساتھ سلامت رکھے۔ آمین۔ (ادارہ)

یوم رضا: (۵ نومبر، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور): سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کے صد سالہ عرس مبارک کے موقعہ پر بزم طلباء جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے زیرِ اہتمام جامعہ ہذا میں ۵ نومبر پیر شریف بعد نمازِ عشاء عظیم الشان یوم رضا کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں اہلسنت کے عظیم عالمِ دین علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری (سکھر) کا خطاب ہوا۔

☆......☆......☆

جشن میلادالنبی کے حوالہ سے دواہم سوال کے جواب

(حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف ''میلادالنبی کے حوالہ سے ۱۱۲ سوالات کے جوابات'' سے اکتساب)۔

سب سے پہلے میلاد کا لغوی اور اصطلاحی معنی فقیر عرض کرتا ہے۔

لفظ میلاد کی لغوی تحقیق: میلاد عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ولد (و۔ل۔د) ہے۔ میلاد عام طور پر اس وقت ولادت کے معنوں میں مستعمل ہے۔ میلاد اسم ظرف زمان ہے۔ قرآن مجید میں مادہ ولد ۹۳ مرتبہ آیا ہے اور کلمہ مولود ۳ مرتبہ آیا ہے۔ (المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم ص ٧٦٣، ٧٦٤)۔

احادیث مبارکہ میں لفظ میلاد کا استعمال: احادیث نبوی شریف میں مادہ ولد (و۔ل۔د) بے شمار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس کی وضاحت '' المعجم المفهرس لالفاظ الحديث النبوی'' میں موجود ہے۔

لفظ میلاد۔ اردولغت: نور اللغات میں لفظ میلاد مولود۔ مولد کہ یہ معنی درج کیے گئے ہیں۔ ا: میلاد۔۔۔ پیدا ہونے کا زمانہ، پیدائش کا وقت۔ ۲: وہ مجلس جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کا بیان کیا جائے۔ وہ کتاب جس میں پیغمبر کی ولادت کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنی و مفہوم: میلاد کے لغوی مفہوم میں اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے کہ اردو زبان میں اب یہ لفظ ایک خاص مفہوم کی وضاحت وصراحت اور ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر نظر آتا ہے۔ حسن مثنٰی ندوی نے لکھا: حضور اکرم نور مجسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرے اور تذکیر کا نام محفل میلاد ہے۔ اس تذکرے اور تذکیر کے

ساتھ ہی اگر دلوں میں مسرت وخوشی کے جذبات کروٹ لیں۔ یہ شعور بیدار ہو کہ کتنی بڑی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز کیا اور اس کا اظہار بھی ختم الرسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت اور خداوند بزرگ وبرتر کی حمد وشکر کی صورت میں ہو اور اجتماعی طور پر ہو تو یہ عید میلاد النبی ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ لاہور رسول نمبر ۱۹۷۳ء، جلد دوم ص ۴۴۵)۔

لفظ میلاد ومولود اور ولادت کے معنی ومفاہیم کے بعد معترضین کے دو اہم سوال مع جواب یہاں فقیر عرض کرتا ہے جو ربیع الاول شریف کے شروع ہوتے ہی وہ اپنی تقاریر اور رسائل واخبارات میں شائع کرائے اپنی خبث باطنی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

اعتراض ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں ربیع الاول کا مہینہ کئی بار آیا۔ کس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کا جشن منایا؟

جـــــــواب: معترضین اپنے تقاریر میں گلے پھاڑ پھاڑ کر یہ اعتراض کر کے عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ محافل میلاد سنی بریلویوں کی ایجاد ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں فقیر نے ان کے اس بے تکے اعتراض پر کئی کتابیں لکھی ہیں جو چھپی ہوئی ہیں عام ملتی ہیں۔ یہاں بقدر ضرورت جواب عرض ہے۔

قرآن مجید سے جشن ولادت منانے کے دلائل: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

" وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ". ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (سورۃ وَالضُّحیٰ، ۱۱)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ جو تمہیں میں نے نعمتیں دی ہیں، ان کا خوب چرچا کرو، ان پر خوشیاں مناؤ۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بے شمار نعمتیں ہیں کہ ہم ساری زندگی ان کو گن نہیں سکتے۔

خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ". ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔ (سورۃ النحل، ۱۸)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی گنتی ہم سے نہیں ہو سکتی۔ تو پھر ہم کن کن نعمتوں کا پرچار کریں۔ عقل کہتی ہے کہ جب گنتی معلوم نہ ہو سکے تو سب سے بڑی چیز کو ہی سامنے رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہی نمایاں ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم سے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی گنتی نہ ہو سکی تو یہ فیصلہ کیا کہ جو نعمت سب سے بڑی ہے اس کا پرچار کریں۔ اسی پر خوشاں منائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو سکے۔ سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

" لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ ". ترجمہ: اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ (سورۃ آل عمران، ۱۶٤)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں مگر کسی نعمت پر بھی احسان نہ جتلایا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور نعمت پر احسان کیوں نہیں جتلایا۔ صرف ایک نعمت پر ہی احسان کیوں جتلایا؟ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان گنت نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور قرآن کے مطابق ہر مسلمان کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوشیاں منانی چاہئیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: " قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ". ترجمہ: تم فرماؤ اللہ عزوجل ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ وہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے۔ (سورة یونس، ۵۸)

لیجئے! اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں جشن منانے کا حکم فرما رہا ہے۔ کہ اس کے فضل اور رحمت کے حصول پر خوشی منائیں۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا جشن مناؤ کیونکہ ان سے بڑھ کر کائنات میں کوئی رحمت نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: " وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ". ترجمہ: اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔ (سورة الانبیاء، ۱۰۷)

مسلمان اگر رحمۃ للعالمین کی آمد کی خوشی نہیں منائیں گے تو اور کون سی رحمت پر منائیں گے۔ لازم ہے کہ مسلمان رحمت دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا جشن منائیں۔

احادیث مبارکہ سے میلاد شریف کی خوشی منانے کے دلائل: خود آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ولادت کی خوشی منائی ہے۔ تو ان کے غلام کیوں نہ منائیں؟ چنانچہ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پیر کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم شریف جلد ۱، ص ۷، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۷۹)

اے ایمان والو! خوش ہو جاؤ اور خوشی سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا جشن منایا کرو کیونکہ یہ جشن تو خود آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منایا ہے۔ اس کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی عالمِ دین سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیر کے روزے کے متعلق دریافت کیجئے، اس کا جواب یہی ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ولادت کی خوشی میں روزہ رکھا۔ اہلِ مدینہ کا آج تک معمول ہے کہ ہر پیر کو روزہ رکھتے ہیں مسجد نبوی شریف میں بوقت افطار صفرے بچھتے ہیں۔ یعنی آج تک مدینہ منورہ میں ہر پیر کو جشن میلاد منایا جاتا ہے۔

نبی علیہ السلام اپنی آمد کی خوشی منائے اور آپ کے غلام اپنے آقا کا جشن نہ منائیں۔ یہ کیسی محبت ہے؟ اسی لئے تو مسلمان ہر

سال زمانے کی روایات کے مطابق جشن ولادت مناتے ہیں۔کوئی روزہ رکھ کر مناتا ہے تو کوئی قرآن کی تلاوت کر کے،کوئی نعت خوانی کر کے،کوئی درود شریف پڑھ کر،کوئی نیک اعمال کا ثواب اپنے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا کر تو کوئی شیرینی بانٹ کر، دیگیں پکوا کر غریبوں اور تمام مسلمانوں کو کھلا کر اپنے آقا کی ولادت کا جشن مناتا ہے۔یعنی زمانے کی روایات کے مطابق اچھے سے اچھا عمل کر کے اپنے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے۔پس جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتا ہے تو وہ سنت نبوی سمجھ کر اپنے آقا کی ولادت کا جشن منائے گا اور جو شخص نبی کو نہیں مانتا،وہ اس عمل سے دور بھاگے گا۔

ابولھب کے عذاب میں تخفیف کا سبب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابولہب جو کہ پکا کافر تھا۔جب اسے اس کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یہاں بیٹے کی ولادت کی خوشخبری ملی تو بھتیجے کی آمد کی خوشخبری لانے والی کنیز ثویبہ کو اس نے انگلی کا اشارہ کر کے آزاد کردیا۔ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے برے حال میں ہے تو اس سے پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے جواب دیا مرنے کے بعد کوئی بہتری نہ مل سکی ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔(بخاری شریف، جلد ۲،ص ۷٦٤)

اسی روایت کے مطابق ہمارے اسلاف جو کہ اپنے دور کے مستند مفسر،محدث اور محقق رہے ہیں ان کے خیالات پڑھئے اور سوچئے کہ اس سے بڑھ کر جشن ولادت منانے کے اور کیا دلائل ہوں گے؟

۱) علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان: جب ابولہب کافر (جس کی قرآن میں مذمت بیان کی ہے) آپ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے تو آپ کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے۔

(بیان المولد النبوی ،ص ۷۰،بحوالہ مختصر سیرۃ الرسول ،ص ۲۳)

۲) شیخ محقق حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان: میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا۔جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی سے بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔

(مدارج النبوۃ دوم)

۳) حضرت حافظ الحدیث ابن الجزری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان: جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا کہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور کی محبت میں حسب طاقت خرچ کرتا ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (مواھب لدنیہ، جلد ۱)۔

۴) ابولہب وہ بدبخت انسان ہے جس کی مذمت میں قرآن کی ایک پوری سورۃ لہب نازل ہوئی ہے لیکن محض اس وجہ سے کہ اس کی آزاد کردہ باندی نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تو اس کا فائدہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔ سہیلی وغیرہ نے اس خواب کا اتنا حصہ اور بیان کیا ہے۔ ابولہب نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی کہا کہ (دوشنبہ پیر) کو میرے عذاب میں کچھ کمی کر دی جاتی ہے۔ علماء کرام نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت سنانے پر ثویبہ کو جس وقت ابولہب نے آزاد کیا تھا اسی وقت اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔ (تذکرہ میلاد رسول، ص ۱۸)۔

ان محدثین کرام اور اسلاف کے خیالات سے ثابت ہے کہ جشن ولادت منانا اہلِ اللہ کا بھی محبوب عمل رہا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب کافر محمد بن عبداللہ کی آمد کی خوشی منا کر فائدہ حاصل کر سکتا ہے تو مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا جشن منا کر کیوں فائدہ حاصل نہیں کر سکتا؟ بلکہ ابن الجزری نے تو قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ میلاد منانے والوں کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔ سبحان اللہ۔

سوال نمبر۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت کے حوالے سے سیرت نگار علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے ہی نہیں؟

جواب: اس سوال کا تفصیلی جواب اور مکمل تحقیق تو فقیر نے اپنی تصنیف ''بارہ ربیع الاول ولادت یا وفات؟'' میں لکھ دی ہے۔ یہاں بقدر ضرورت عرض ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخِ ولادت میں علماء کا اختلاف ضرور ہے مگر جس تاریخ پر جمہور علماء متفق ہیں وہ تاریخ بارہ ربیع الاول ہے چنانچہ مستند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱) حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں: عفان سے روایت ہے کہ وہ سعید بن مینا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ جلد دوم صفحہ نمبر ۳۰۲، بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد دوم، صفحہ نمبر۱۸۹)

۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل

پیر شریف بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اسی روز آپ کی بعثت ہوئی۔ اسی روز معراج ہوئی اور اسی روز ہجرت کی اور جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاول مشہور ہے۔ (سیرت ابن کثیر جلد اول ،صفحہ نمبر ۱۹۹)۔

۳) محدث علامہ ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) نے لکھا: اس بات پر تمام متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی اور اس کے تاریخ میں اختلاف ہے اور اس بارے میں چار اقوال ہیں چوتھا قول یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو ولادت باسعادت ہوئی۔ (صفة الصفوه ،جلد اول، صفحہ نمبر ۲۲)۔

۴) امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔ (تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۲۵)۔

۵) شارح بخاری علامہ امام شہاب الدین قسطلانی شافعی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ دس ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور اسی پر اہلِ مکہ ولادت کے وقت اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے اور یہ ابن اسحٰق کا قول ہے۔

(المواهب اللدينه ،مع زرقانی، جلد اول ،صفحہ نمبر ۲۴۷)

۶) علامہ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۲۲ھ) فرماتے ہیں: ربیع الاول ولادت کا قول محمد بن اسحٰق بن یسار امام المغازی کا ہے اور اس کے علاوہ کا قول بھی ہے کہ ابن کثیر نے کہا: یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔ امام ابن جوزی اور ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، اسی پر عمل ہے۔

(زرقانی شریف شرح مواهب، جلد اول ،صفحہ نمبر ۲۴۸)

۷) علامہ امام نور الدین حلبی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۲۴ھ) فرماتے ہیں: تاجدارِ کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی اس پر اجماع ہے اور اب اسی پر عمل ہے۔ شہروں میں خصوصاً اہلِ مکہ اسی دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی جگہ پر زیارت کے لئے آتے ہیں۔ (سیرت حلبیه ،جلد اول ،صفحہ نمبر ۵۷)۔

۸) علامہ امام قسطلانی و فاضل زرقانی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے۔ امام المغازی محمد بن اسحٰق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

۹) علامہ ابن خلدون علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ نوشیرواں کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا۔

(تاریخ ابن خلدون، صفحہ نمبر ۷۱۰ ،جلد دوم)

۱۰) علامہ ابن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) عالمِ اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحٰق سے اپنی " السیرۃ النبوۃ " میں رقم طراز ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوموار بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(السیرۃ النبوۃ ابن ھشام ،جلد اول ،صفحہ نمبر ۱۷۱)

۱۱) دلیل: علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی فرماتے ہیں: واقعہ اصحاب فیل کے پچاس روز بعد اور آپ کے والد کے انتقال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروز سوموار بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(اعلام النبوۃ،صفحہ نمبر ۱۹۲)

۱۲) امام الحافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: ہمارے آقا و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوموار کے روز بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ (عیون الاثر ،جلد ۱)۔

۱۳) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: خوب جان لو کہ جمہور اہلِ سیر و تواریخ کی یہ رائے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ہوئی اور یہ واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچپن روز بعد اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے۔

مشہور یہ ہے کہ: ربیع الاول کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔ بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔ یعنی سب علماء اس پر متفق ہیں۔ (مدارج النبوۃ ،جلد دوم، صفحہ ۱۵)۔

۱۴) امام محمد ابوزہرہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علماء روایت کی ایک عظیم کثرت اس بات پر متفق ہے کہ یومِ میلاد عام الفیل ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہے۔ (خاتم النبیین، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۵)۔

۱۵) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا۔ اس میں اقوال بہت مختلف ہیں دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس سات قول ہیں مگر اشہر و ماخوذ و معتبر بارہویں ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ میں مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ جیسا کہ " مواھب اللدنیہ اور مدارج النبوۃ " میں ہے: اور خاص اس مکان جنت نشان میں اس تاریخ مجلسِ میلادِ مقدس ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔

مزید تفصیلات کے حضور فیضِ ملت محدث بہاولپوری علیہ الرحمہ کی تصانیف ''112 سوالات کے جوابات''، ''۱۲/ربیع ولادت یا وفات؟'' کا مطالعہ کریں۔ (ادارۂ فیض عالم ۔ بہاولپور)۔

☆......☆......☆

مسجد نبوی میں پرنالہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہٗ کے مکان کا

مسجد نبوی میں پرنالہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہٗ کے مکان کا: گذشتہ رات (شب منگل ۲۳ محرم الحرام، ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۸ء) ہم حرم نبوی شریف باب السلام سے اندر داخل ہوئے تو سمت قبلہ دیوار جہاں اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع ہوتے ہیں جہاں حامد ومحمود لکھے ہوئے ہیں اس کے اوپر سبز کلر لائن کے اوپر سرخ لائن میں قرآنی آیت "خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى" کے گراؤنڈ میں سوراخ نظر آتا ہے یہ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب (عم الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مکان کے پرنالہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ جس کے ساتھ ایک بہت محبت بھرا واقعہ وابستہ ہے۔ فقیر نے اس مبارک (بیت سیدنا عباس) مقام کی زیارت کرکے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ اپنے کمرہ میں آکر معلومات حاصل کرکے قارئین کی نذر کررہا ہوں۔

حرم نبوی شریف میں باب السلام سے داخل ہوتے ہی اپنے سیدھے ہاتھ والی دیوار کے اوپر کی جانب دیکھیں زیادہ آگے نہ جائیں۔ یہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وہ آلہ وسلم کے چچا" حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا مکان تھا جو آپکے طائف سے مستقلاً مدینہ طیبہ رہائش اختیار کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو عطا کیا تھا اور عین اس مقام پر آپ نے اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہٗ کو اپنے کندھے مبارک پر کھڑا کر کے اس مکان کی چھت پر "پرنالہ لگوایا تھا اور اس مقام پر اللہ تعالی سے رحمت کی دعا کی تھی۔

مسجدِ نبوی سے متصل سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کے اس مکان کا پرنالہ مسجد کی طرف تھا اور بارش کے دنوں میں اس کا پانی جب گرتا تو نمازی ان چھینٹوں سے بچ نہیں پاتے امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کو اس کی شکایت گئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ نے سوچا کہ مسجد تو اللہ تعالی کا گھر ہے اور کسی شخص کے ذاتی گھر کا پرنالہ مسجد کے اندر آرہا ہو تو یہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پرنالے کو توڑنے کا حکم دے دیا اور وہ توڑ دیا گیا۔

جب حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کو پتہ چلا کہ میرے گھر کا پرنالہ توڑ دیا گیا ہے تو انہوں نے فوراً قاضی مدینہ سیدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا۔ انہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عدالت میں طلب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا نے آپ کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں تشریف لائے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہٗ لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مصروف تھے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو انتظار کرنا پڑا۔ مقدمہ پیش ہوا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ کہنا چاہا مگر حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اور کہا کہ مدعی کا حق ہے کہ وہ پہلے دعوی پیش کرے۔ مقدمے کی کاروائی شروع ہوئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

نے بیان دیا کہ! میرے مکان کا پرنالہ شروع سے ہی مسجد نبوی کی طرف تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی یہیں تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری عدم موجودگی میں پرنالہ اکھڑوادیا۔ مجھے انصاف فراہم کیا جائے کیونکہ میرا نقصان ہوا ہے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک آپ ساتھ انصاف ہوگا۔امیر المومنین! آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دیا''قاضی صاحب !اس پرنالے سے بعض اوقات چھینٹیں اڑ کر نمازیوں پر پڑتی تھیں۔نمازیوں کے آرام کی خاطر میں نے پرنالہ اکھڑوادیا اور میرا خیال ہے یہ ناجائز نہیں ہے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔قاضی صاحب! اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چھڑی سے مجھے نشان لگا کر دیئے کہ میں اس نقشے پہ مکان بناؤں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پرنالہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس انداز سے یہاں نصب کروایا تھا کہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے کندھوں پر کھڑا ہو کر یہاں پرنالہ لگاؤں۔ میں نے آپ کے احترام کی وجہ سے انکار کیا لیکن آپ نے بہت اصرار کیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھوں پر کھڑا ہو گیا اور یہ پرنالہ یہاں لگایا جہاں سے امیر المومنین نے اکھڑوادیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کی بات کی گواہی وہاں پر موجود انصار صحابہ کرام نے بھی دی کہ واقعی یہ پرنالہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کندھوں پر کھڑے ہو کر نصب کیا تھا۔ یہ بات سنتے امیر المؤمنین نگاہیں جھکا کر عاجزانہ انداز سے کھڑا تھے۔ یہ وہ حکمران تھے جن کے رعب اور خوف سے قیصر وکسریٰ بھی ڈرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کے لیے میرا قصور معاف کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ پرنالہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں لگوایا ہے ورنہ میں کبھی بھی اسے نہ اکھڑواتا۔ جو لغزش مجھ سے ہوئی وہ لاعلمی میں ہوئی۔ آپ میرے کندھوں پہ چڑھ کر یہ پرنالہ وہاں لگادیں جہاں میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نصب کرنے کے لیے آپ کو اپنے کندھے پر سوار کیا تھا۔۔۔۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دوسروں سے لگوالوں گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مجال کہ وہ اللہ کے محبوب ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے پرنالے کو توڑ دے، مجھ سے یہ اتنا بڑا جرم سرزد ہوا، اس کی کم از کم سزا یہ ہے کہ میں رکوع میں کھڑا ہوتا ہوں اور تم میری کمر پہ کھڑے ہو کر یہ پرنالہ لگاؤ۔

اللہ اللہ پھر لوگوں نے وہ منظر دیکھا کہ اتنی وسیع سلطنت پہ حکمرانی کرنے والا حکمران لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لیے دیوار کے ساتھ کھڑا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پرنالہ نصب کرنے کے لیے ان کے کندھوں سوار تھے۔ پرنالہ لگانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ فوراََ نیچے اترے اور فرمایا: امیر المومنین ! میں نے جو کچھ کیا اپنے حق کے لیے کیا۔ جو آپ کی انصاف پسندی کے باعث مل گیا۔ اب میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان مسجد نبوی شریف کی توسیع کے لیے وقف کر دیا اور امیر المومنین کو اختیار دیا کہ وہ مکان گرا کر مسجد میں شامل کرلیں تاکہ نمازیوں کو جگہ کی تنگی سے جو تکلیف ہوئی وہ بھی کم ہو جائے۔ (الطبقات ابن سعد : ج ٤، ابن هشام)۔

(ملخصاً تاریخِ محبوب مدینہ ترجمہ وفاء الوفاء باا خبار دار المصطفیٰ مترجم حضور فیضِ ملت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری)

مسند احمد کی روایت :

" عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخِي عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيْزَابٌ عَلَى طَرِيْقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَبِسَ عُمَرُ ثِيَابَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ كَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْخَانِ، فَلَمَّا وَافَى الْمِيْزَابَ صُبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْخَيْنِ فَأَصَابَ عُمَرَ، وَفِيْهِ دَمُ الْفَرْخَيْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِهِ، ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ فَطَرَحَ ثِيَابَهُ، وَلَبِسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ :فَقَالَ وَاللهِ إِنَّهُ لَمُوْضِعُ الَّذِيْ وَضَعَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِيْ، حَتَّى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَفَعَلَ ذٰلِكَ الْعَبَّاسُ رضى الله عنه .رَوَاهُ أَحْمَدُ ".

یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بھائی حضرت عبیداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا ایک پرنالہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے راستے کی طرف تھا ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن اپنے کپڑے پہنے اور اسی دن حضرت عباس کے لیے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے پس جب پرنالہ سے چوزوں کے خون سے ملا ہوا پانی بہنے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پانی گرا اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دے دیا پھر آپ واپس لوٹ آئے اور اپنا وہ لباس اتارا اور نیا لباس پہنا پھر آ کر لوگوں کی امامت کروائی۔ بعد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے عمر! اللہ کی قسم! بے شک یہ اس جگہ پر نصب ہے جہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو رکھا تھا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اور میں اس وقت تک آپ سے تاکید کرتا رہوں گا جب تک آپ میری پیٹھ پر سوار ہو کر اس پرنالے کو اسی جگہ پر دوبارہ نہیں

لگا لیتے جہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو لگایا تھا پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔اس حدیث کو احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

(الحديث رقم ۸۲،أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۱/ ۲۱۰، الحديث رقم ۱۷۹۰، و المقدسي في الأحاديث المختارة، ۸/ ۳۹۱، الحديث رقم۴۸۲)

☆......☆......☆

آثاروتبرکات سے پیار: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دل میں موجود محبت اور عظمت و ادب مصطفیٰ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ آپ کے ہاتھوں سے لگے ہوئے پرنالے کو بھی اس کی جگہ سے ہٹانا بے ادبی سمجھتے تھے۔سیدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس پرنالے کو ہمیشہ عقیدت اور احترام کی نظر سے دیکھا اور امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، نے اس یادگار پرنالے کو بحال کرنے کے لیے ایسی مثال قائم فرمائی جسے سنکر آج بھی اہلِ ایمان کے دل محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مچل جاتے ہیں۔

نجدیو!اس واقعہ سے وہابیوں نجدیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو آثار نبوی شریف کو مٹا کر خود مٹتے جارہے ہیں اور ان کے مولوی برسرِ منبر اسلامی آثار کو شرک و بدعت کا نام دیکر اسلام دشمن قوتوں کی ترجمانی کررہے ہیں۔

ترک سلاطین واہ واہ: خلافتِ عثمانیہ نے حجاز مقدس میں اسلامی آثار و تبرکات کو ایسے خوبصورت انداز سے محفوظ کیا کہ آج تاریخ میں ان کا نام روشن ہے۔مسجد نبوی شریف میں موجود جہاں بے شمار آثار و تبرکات پر نشانات قائم کیئے وہاں اس یادگار پرنالے کو واضح کر کے اہلِ محبت کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا انتظام بھی کیا۔آج بھی جب مسجد نبوی شریف جدید تعمیر کے باعث نہات وسیع ہو چکی ہے اور وہ مکان بھی اب موجود نہیں لیکن یادگار کے طور پر اس پرنالے کی جگہ پر سوراخ کا نشان لگایا گیا ہے تاکہ اسکی یاد باقی رہے۔خلافتِ عثمانیہ کے بعد بھی پرنالہ کی جگہ کو قائم رکھا گیا جس پر سورۃ البقرہ کی آیات کریمہ ۱۹۷ تحریر کی گئی ہے، جو اس واقعہ کی یاد دہانی بھی کرواتی ہے اور درس ادب بھی دیتی ہے۔"وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ" ترجمہ:اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔

فقیر کی طرح جب آپ بھی مدینہ منورہ کی حاضری سے بہرہ مند ہوں تو باب السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہو کر مواجہہ قدس کی طرف جاتے ہوئے اس کی زیارت سے ضرور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

(مدینے کا بھکاری محمد فیاض احمد اویسی رضوی۔مدینہ منورہ)

رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہٗ لے گئیں (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے):

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنی چند ہم قبیلہ عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں حاضر ہوئیں۔ وہ کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں وہ خود حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی زبانی وہ سب دلچسپ واقعات بیان کیے جائیں گے۔

ابن اسحٰق جہم بن ابی جہم کی روایت سے حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی باتیں بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے خود یہ سارا واقعہ سنایا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ: جب قبیلہ بنی سعد (بنو ھوازن اسی بڑے قبیلہ کا ایک ذیلی قبیلہ تھا جس سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق تھا) میں کسی سال مکہ میں کئی بچوں کی پیدائش کی خبر پہنچتی تھی تو بنی سعد کی عورتیں ان بچوں کو اجرت پر دودھ پلانے کے لیے مکہ کی طرف لپکنے لگتی تھیں۔ پھر ایک سال ایسا ہی ہوا کہ مکہ کے معزز اور شریف خاندانوں میں کئی بچوں کی پیدائش کی خبر ملی تو بنی سعد کی دس عورتیں جن میں میں بھی شامل تھی، اپنے شوہر حارث بن عبدالعزّیٰ اور اپنے ایک شیر خوار بچے کے ساتھ مکہ کی طرف چلیں۔ یہ قحط سالی کے دن تھے اور قحط نے کچھ باقی نہ چھوڑا تھا۔ میں اپنی ایک سفید گدھی پر سوار تھی اور ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی لیکن واللہ! اس سے ایک قطرہ دودھ نہ نکلتا تھا۔ اِدھر بھوک سے بچہ اس قدر بلکتا تھا کہ ہم رات بھر سو نہیں سکتے تھے، نہ میرے سینے میں بچہ کے لیے کچھ تھا اور نہ اونٹنی اس کی خوراک دے سکتی تھی، بس ہم بارش اور خوشحالی کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر چلی تو وہ کمزوری اور دُبلے پن کے سبب اتنی سست رفتار نکلی کہ پورا قافلہ تنگ آ گیا۔ خیر ہم کسی نہ کسی طرح دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ پہنچ گئے۔ پھر ہم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں تھی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش نہ کیا گیا ہو مگر جب اسے بتایا جاتا کہ آپ دُرِ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کر دیتی، کیونکہ ہم بچے کے والد سے داد و دہش کی امید رکھتے تھے، ہم کہتے کہ یہ تو دُرِ یتیم ہے بھلا اس کی بیوہ ماں اور اس کے دادا کیا دے سکتے ہیں۔ بس یہی وجہ تھی کہ ہم آپ کو لینا نہیں چاہتے تھے (لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جسے پسند کرنا تھا وہ سیدہ حلیمہ تھیں اس لیے کسی اور کو آنے کا کیا مجال)۔ ادھر جتنی عورتیں میرے ہمراہ آئی تھیں سب کو کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا صرف مجھ ہی کو نہ مل سکا، جب واپسی کی باری آئی تو مجھے خالی ہاتھ جانا اچھا نہ لگا میں نے اپنے شوہر سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میری ساری سہیلیاں تو بچے لے کر جائیں اور تنہا میں کوئی بچہ لیے بغیر واپس جاوں، میں جا کر اسی دُرِ یتیم بچے کو لے لیتی ہوں، شوہر نے کہا ”کوئی حرج نہیں ممکن ہے اللہ اسی میں ہمارے لیے برکت دے“، یہ فیصلہ کر کے جہاں میری ساتھی عورتوں نے رات بھر کے لیے پڑاو ڈالا تھا میں بھی رات گزارنے کے لیے وہیں ان کے ساتھ پڑ گئی۔

وہ ساری رات میری آنکھوں میں کٹ گئی کیونکہ نہ تو میرے یا میرے شوہر کے کھانے کے لیے کچھ تھا اور نہ ہی میری گدھی

اور اونٹنی کے لیے چارا تھا، میرا شیر خوار بچہ عبداللہ ساری رات میرے پستان چچوڑتا رہا لیکن چونکہ میں خود اس رات فاقہ سے تھی تو میری چھاتیوں سے دودھ کہاں سے اترتا، خیر وہ رات تو میں نے جیسے تیسے جاگ جاگ کاٹ لی اور صبح ہوتے ہی وہی دُرِ یتیم بچہ لینے چل پڑی، یہ بھی خیال تھا کہ اس بچے کی ماں سے اتنا تو پیشگی مل ہی جائے گا کہ جس سے میں اپنے اور اپنے شوہر کے لیے کھانے پینے کی کوئی چیز اور اپنے گدھی اور اونٹنی کے لیے چارا لے سکوں گی۔ جب میں اس بچے کو لینے اس کی ماں کے پاس پہنچی تو وہ مجھ سے بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور اپنا بچہ مجھے دیتے ہوئے اس کی دودھ پلائی کی جو رقم مجھے دی وہ بھی میری توقع سے زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ بچہ جسے میں یتیم سمجھ کر مجبوراً لینے آئی تھی اتنا خوبصورت تھا کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت بچہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ جب ہمک کر میری گود میں آیا اور پھر میرے سینے سے لگا تو مجھے اتنا سکون ملا کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے، جب میں بچے کو لے کر اپنے ڈیرے پر واپس آئی اور اسے اپنی آغوش میں رکھا تو اس نے جس قدر چاہا دونوں سینے دودھ کے ساتھ اس پر اُمنڈ پڑے اور اس نے شکم سیر ہو کر پیا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی نے بھی شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر دونوں سو گئے حالانکہ اس سے پہلے ہم اپنے بچے کے ساتھ سو نہیں سکتے تھے۔ ادھر میرے شوہر اونٹنی دوہنے گئے تو دیکھا کہ اس کا تھن دودھ سے لبریز ہے۔ انھوں نے اتنا دودھ دوہا کہ ہم دونوں نے نہایت آسودہ ہو کر پیا اور بڑے آرام سے رات گزاری۔ صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا: ''حلیمہ! اللہ کی قسم! تم نے ایک بابرکت روح حاصل کی ہے''، میں نے کہا: ''مجھے بھی یہی توقع ہے''۔ اس کے بعد ہمارا قافلہ روانہ ہو۔ میں اپنی اسی خستہ حال (اونٹنی) پر سوار ہوئی اور اس بچے کو بھی اپنے ساتھ لیا لیکن اب وہی سواری اللہ کی قسم! پورے قافلے کو کاٹ کر اس طرح آگے نکل گئی کہ کوئی سواری اس کا ساتھ نہ پکڑ سکا، یہاں تک میری سہیلیاں مجھ سے کہنے لگیں: او ابو ذویب کی بیٹی! ارے یہ کیا ہے؟ آخر یہ تیری وہی سواری تو ہے جس پر تُو سوار ہو کر آئی تھی؟ لیکن اب اتنی تیز رفتار کیسے میں کہتی: ''ہاں ہاں! اللہ کی قسم یہ وہی ہے وہ کہتی اس کا یقیناً کوئی خاص معاملہ ہے''۔

(سیرت النبی۔ شبلی نعمانی۔ سیرت المصطفیٰ۔ محمد ادریس کاندھلوی۔ الرحیق المختوم اردو۔ صفی الرحمن مبارکپوری۔ تاریخ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ)

☆......☆......☆

﴿دعائے مغفرت کی اپیل﴾

☆ خطیب اہلسنت مولانا محمد ظفر چشتی (لودھراں) فوت ہوئے۔

☆ شیر اہلسنت حضرت علامہ محمد اکرم رضوی شہید (گوجرانوالہ) کے صاحبزادہ محمد حامد رضا ٹریفک حادثہ میں شہید ہوئے۔

☆ نعت گو شاعر محترم محمد رفیق زاہد (بہاولپو) رفوت ہوئے۔

☆محترم محمد اشرف خان ہوت والہ (بہاولپور) کے جواں سال بھانجے گذشتہ دنوں فوت ہوئے۔

☆محترم محمد ناصر نظامی (ون یونٹ کالونی بہاولپور) کی محترمہ والدہ ماجدہ اللہ کو پیاری ہوئیں۔

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرحومین کے ایصال الثواب کے فاتحہ خوانی کا اہتمام ہوا۔قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆......☆......☆

﴿حضور فیض ملت کے مزار شریف پر بارہ روزہ محافل میلاد شریف﴾

☆ربیع الاول شریف کا چاند خوشیوں کا پیغام لیکر طلوع ہوتے ہی حضور مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے مزار شریف پر روزانہ بعد نمازِ عشاء محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا ہے۔ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے طلباء تلاوت ونعت شریف، ذکر واذکار اور درود وسلام کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور لنگر نبوی شریف تقسیم کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

☆......☆

☆